وجود و شہود پر شاہ ولی اللہ کی تطبیق

شیما ربانی
(لیکچرار پی ای سی ایچ ایس گورنمنٹ کالج برائے خواتین، کراچی)

جنوبی ایشیا کے مسلمانوں میں گذشتہ صدی کے دوران یکجہتی کے جو جذبے پروان چڑھے انہیں پیدا کرنے میں شاہ ولی اللہ کی کاوشیں ناقابل فراموش رہی ہیں۔ ان کاوشوں کا دارومدار ایک ایسی درمیانی راہ کی تلاش پر تھا جو مسلمان قوم کے منتشر اور متصادم گروہوں کے درمیان یگانگت کی بنیاد بن سکے۔ شاہ ولی اللہ کا ترکیبی رویہ جس کے ذریعے انہوں نے ملت اسلامیہ کے مختلف گروہوں میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی۔ یہ رویہ ان کی مابعد الطبیعیات سے ظاہر ہوا ہے، جنوبی ایشیا کے مسلمانوں میں دو مابعد الطبیعیاتی رویے مقبول رہے تھے۔

پہلا وحدت الوجودی رویہ تھا جس نے آخر کار مذہبی امتیازات کو ہی ختم کرنے کی ترغیب دی تھی۔ دوسرا رویہ اس کے برعکس تھا، یہ وحدت الشہودی رویہ تھا جس نے تقسیم کو ہی نصب العین بنایا اور بالآخر اسلام کے مختلف گروہوں میں بھی اتحاد اور ابلاغ کے تمام وسیلے ختم کر دیے۔(۱)

اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ایسی ترکیبی مابعد الطبیعیات سامنے آئے جو دونوں انتہاؤں سے گریز کرتے ہوئے اعتدال کی راہ تلاش کرے، تاکہ ایک ایسی فکری بنیاد مرتب ہو سکے جس پر مسلمانوں کے مختلف گروہوں کے مابین اتحاد و ابلاغ کے تعلق از سرِ نو استوار ہو سکیں۔ شاہ ولی اللہ کا نقطۂ نظر بھی یہ تھا کہ تخلیقی روحانی اور ثقافتی زندگی کے لئے وجودی اور شہودی دونوں رجحانات کی ضرورت ہے۔ یہ دونوں رجحانات بیک وقت مثبت کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لہٰذا ان میں تصادم کو ختم کر کے ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ شاہ ولی اللہ نے 'انفاس العارفین' میں اپنے والد شاہ عبدالرحیم کے جو حالات بیان کئے ہیں ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبدالرحیم ان دونوں رویوں میں ترکیب کی ضرورت کا احساس کر چکے تھے، لہٰذا شاہ ولی اللہ سمجھتے تھے کہ وجودی اور شہودی فلسفوں میں ہم آہنگی اور ترکیب پیدا کیے بغیر ایسے کائناتی نقطۂ نظر کی تشکیل مشکل ہے جو جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے گروہوں میں اختلافات کو ختم کر کے ان میں اتحاد پیدا کر سکے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے فلسفوں میں ترکیب پیدا کرنے کی غرض سے شاہ ولی اللہ نے تصور پیش کیا کہ ان فلسفوں میں پایا جانے والا اختلاف ظاہری ہے، درحقیقت ان کے درمیان کوئی قابل ذکر فرق موجود نہیں۔(۲)

انہوں نے اپنے اس تصور کی وضاحت ایک طویل خط میں کی جو آفندی اسماعیل بن اللہ کے نام لکھا گیا تھا۔ جس کا مندرجہ ذیل اقتباس 'مکتوب مدنی' سے لیا گیا ہے۔

"تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود دو لفظ ہیں، جن کا اطلاق دراصل مختلف معانی پر ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ان کا استعمال 'سیر الی اللہ' کے مباحث پر ہوتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں سالک وحدت الوجود کے مقام پر فائز ہے اور فلاں وحدت الشہود پر جاگزین ہے۔ اس سیاق میں وحدت الوجود کے معنی ایسے شخص کے ہونگے جو حقیقت جامعہ کی تلاش و عرفان میں گم اور مستغرق ہے۔ استغراق کا یہ وہ مقام ہے، جہاں یہ علم رنگ و بو اپنے تمام امتیازات کے ساتھ فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے اور تفرقہ و امتیاز کے وہ سارے احکام ساقط ہو جاتے ہیں کہ جن پر خیر و شر کی معرفت کا دارومدار ہے اور شرع و عقل جس کی پوری پوری نشاندہی کرتی ہے۔ سیر و سلوک کا یہ مقام محض عارضی ہوتا ہے۔ سالک چند لمحے یہاں ٹھہرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی دستگیری و توفیق اس کو جلد ہی اس مقام سے نکال کر لے جاتی ہے۔

اس طرح وحدت الشہود کے معانی اس سیاق میں یوں ہونگے کہ سالک ایسے مقام پر متمکن ہے جہاں احکام جمع و تفرقہ کے ڈانڈے باہم ملے ہوتے ہیں۔ یعنی سالک اس حقیقت کو پا گیا ہے کہ اشیاء میں وحدت ہی نظر آتی ہے۔"(۳)

شاہ ولی اللہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ابن عربی سے خالق و مخلوق کی عینیت کا تصور منسوب کرنا غلط ہے۔ ابن عربی کا نقطۂ نظر محض یہ ہے کہ مخلوق کا صدور وجود باری تعالیٰ ہی سے ممکن ہے۔ خالق و مخلوق کے باہمی رشتے کی ماہیت کے مسئلے کو شاہ ولی اللہ نے تجلی کے تصور کے حوالے سے حل کیا ہے۔ یہ تجلی جس شے پر اثر انداز ہوتی ہے اسے اپنے رنگ میں رنگ لیتی ہے۔ اس صورتحال کی فلسفیانہ توجیہ وحدت الوجود کے تصور سے کی جاتی ہے جو بجائے خود مکمل ہے تاہم اگر ماہیت اشیاء کو اس سے ہٹ کر دیکھا جائے تو دوئی واضح طور پر نظر آتی ہے اور وحدت الشہود کے تصور کی صداقت کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ اس طرح یہ

کہا جا سکتا ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کائنات کو دیکھنے کے دو مختلف نقطہ نظر ہیں۔ دونوں میں سے کسی ایک کو صادق یا کاذب قرار نہیں دیا جا سکتا لہٰذا یہ ممکن ہے کہ بیک وقت دونوں کو قبول کر لیا جائے۔ (۴)

اٹھارہویں صدی کے جنوبی ایشیا میں یہ تصور پیش کرنا آسان نہ تھا کیونکہ وجودی اور شہودی رجحانات نے نہ صرف صوفیا بلکہ بعض دوسرے گروہوں کو بھی ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کیا ہوا تھا، مگر شاہ ولی اللہ نے پورے خلوص سے اس جانب توجہ دلائی تاکہ اعتدال پسند رویے کا جواز تلاش کیا جا سکے۔ نئے مابعد الطبیعیاتی رویے کے حوالے سے شاہ ولی اللہ ہند کے مسلمانوں کے مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد و یکجہتی کو فروغ دینے کی جانب متوجہ ہوئے۔ ظاہر ہے کہ اس ترکیبی نقطہ نظر کا براہ راست اثر صوفیا پر پڑا اور ان کے خانقاہیں وجودی اور شہودی فلسفوں کے بارے میں بحث مباحثہ کا مرکز بنی ہوئی تھیں اور وہ خود بھی دو طبقوں میں تقسیم تھے۔ اب ان کے درمیان رابطے اور ابلاغ کی داغ بیل ڈال دی گئی اور ان کے سنجیدہ افراد یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ ایسی راہیں تلاش کی جائیں جو کہ اہل تصوف کے مختلف گروہوں میں اتحاد کی ضامن بن سکیں۔

مابعد الطبیعیاتی رویوں میں اختلاف کے علاوہ صوفیا میں دیگر اختلافات بھی موجود تھے۔ جنوبی ایشیا میں تصوف کے چار بڑے گروہ تھے۔ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ۔ ان سے وابستہ افراد اپنے علاوہ دوسروں کو گمراہ تصور کرتے تھے۔ چار بڑے گروہوں کے علاوہ کئی ثانوی گروہ بھی موجود تھے جو اپنی اپنی جگہ یہی دعویٰ کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ نے انہیں ایک مرکز پر اکٹھا کرنے کی خاطر تاریخ کو استعمال کیا اور تصوف کی طویل تاریخ کا تجزیہ کرتے ہوئے انہوں نے ایسے مقام تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی جہاں اہل تصوف کے درمیان اختلافات موجود نہیں تھے۔ صوفیانہ روایات کے تجزیے سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ طریقت کی اصل ایک ہے۔ لہٰذا تصوف کے تمام سلسلوں کی جڑ مشترک ہے، تاہم تاریخی عمل کے دوران میں اہل طریق کی راہیں الگ الگ ہو گئی ہیں۔ (۵)

صوفیانہ اختلافات کے تاریخی پس منظر کا ذکر کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ نے تاریخ تصوف کو چار بڑے مرحلوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ پہلے مرحلے کا آغاز دور اول کے مسلمانوں سے ہوا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں چند نسلوں تک اہل کمال کی زیادہ توجہ شریعت کے ظاہرا اعمال پر مرکوز رہی، کیونکہ ان بزرگوں کو باطنی زندگی کے جملہ مراتب شرعی احکام کی پابندی سے حاصل ہو جاتے تھے۔

۲۔ تصوف کے دوسرے مرحلے کا آغاز حضرت جنید بغدادیؒ کے زمانے سے ہوا۔ اس دور میں صوفیا نے جزا و سزا کے خیال سے ماوراء ہو کر خدا کی محبت کے حوالے سے عبادت کو مقصد حیات بنایا۔

۳۔ تیسرے مرحلے کا آغاز شیخ ابوسعید کے زمانے سے ہوا جب اہل تصوف نے باطنی اعمال واحوال سے گزر کر 'جذب' تک رسائی حاصل کی اور اس طرح ان کے لئے توحید کی نسبت کا راستہ کھل گیا ان بزرگوں نے توحید وجودی اور توحید شہودی میں حد امتیاز قائم نہیں کی تھی، انکا مقصد حیات تھا کہ اپنی ذات کو ذات باری تعالیٰ میں گم کر کے اس مقام کی کیفیات سے لطف اندوز ہوں۔

۴۔ تصوف کا چوتھا دور ابن عربی سے شروع ہوا۔ اس دور میں اہل تصوف نے کیفیات واحوال کی منزل سے بالاتر ہو کر حقائق تصوف کے بارے میں بحث کا آغاز کیا، ان بزرگوں نے ظہور وجود کے مدارج اور تنزلات دریافت کئے اور اس امر کی تحقیق کی کہ واجب الوجود سے اولین طور پر کس شے کا صدور ہوا اور یہ صدور کس طرح عمل میں آیا وغیرہ۔ (۶)

اس طرح تاریخ تصوف کا تجزیہ کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ اس نتیجے پر پہنچے کہ:

'تصوف کے ان چاروں ادوار میں جو بھی اہل کمال بزرگ گزرے ہیں گو وہ اپنے ظاہری اعمال واحوال میں الگ الگ نظر آتے ہیں لیکن جہاں تک ان کی اصل کا تعلق ہے میرے نزدیک وہ سب کے سب ایک ہیں۔'

اس طرح صوفیانہ مکاتب فکر میں مشترک بنیاد تلاش کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ نے شریعت اور طریقت میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی ان کے نزدیک راہ حق کے طالب کا کمال یہ ہے کہ اس کی ذات میں طریقت اور شریعت دونوں باہم مل جائیں چونکہ دونوں کی راہیں متصادم نہیں لہٰذا ان میں ہم آہنگی اور توازن پیدا کرنا بھی دشوار نہیں یہی ہم آہنگی صوفی، عالم کے اتحاد کا وسیلہ بنتی ہے اور اس کا اصل مقصد تزکیہ نفس اور اشاعت دین ہے، جو کہ اعلیٰ وارفع مقصد ہے۔

حوالہ جات

۱۔ قاضی جاوید، ہندی مسلم تہذیب، نگارشات میکلوڈ روڈ، لاہور ۱۹۹۵ء ص ۳۲۸۔

۲۔ قاضی جاوید، ہندی مسلم تہذیب، نگارشات میکلوڈ روڈ، لاہور ۱۹۹۵ء ص ۳۲۹۔

۳۔ شاہ ولی اللہ، مکتوب مدنی اردو ترجمہ از مولانا محمد حنیف ندوی ص ۹۔۱

۴۔ قاضی جاوید، ہندی مسلم تہذیب، تخلیقات، میکلوڈ روڈ، لاہور ۱۹۹۵ء، ص ۲۳۳

۵۔ شاہ ولی اللہ، ہمعات اردو ترجمہ از محمد سرور، پروفیسر، ص ۵۳

۶۔ قاضی جاوید، ہندی مسلم تہذیب، تخلیقات، میکلوڈ روڈ، لاہور ۱۹۹۵ء، ص ۲۳۳

۷۔ شاہ ولی اللہ، ہمعات اردو ترجمہ از محمد سرور، پروفیسر، ص ۵۱

اشاریہ سہ ماہی التفسیر، کراچی

شمارہ ۱ تا ۱۲ ۔ (جنوری ۲۰۰۵ء تا دسمبر ۲۰۰۷ء)

مرتب۔ محمد سہیل شفیق
لیکچرر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی

رنگ خیال

آہ! قاضی ایوب	ج۱ش۲،ص۲
بلا عنوان	ج۱ش۱،ص۲
بلا عنوان	ج۲ش۱،ص۲
اتحاد و اتفاق۔ ایک قرآنی تقاضا	ج۳ش۹،ص۲
توہین آمیز خاکے۔ چند گزارشات	ج۲ش۲،ص۲۵۵
پروفیسر محمد یاسین کا انگریزی ترجمہ قرآن	ج۳ش۱۲،ص۳۴۳
دینی مدارس اور عصر حاضر کے چیلنجز	ج۱ش۲،ص۳۴۳
سہ ماہی اجتہاد: اجتہادی روایت کا ترجمان	ج۳ش۱۱،ص۳۴۲
عصر حاضر میں قرآنی خدمات کی ایک جھلک	ج۳ش۱۰،ص۳۴۲
عقیدہ و عمل کا باہمی تلازم	ج۲ش۸،ص۲
فرقہ واریت کا خاتمہ اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی نیز دہشت گردی کا خاتمہ	ج۱ش۲،ص۲
فرقہ واریت کے بنیادی اسباب	ج۲ش۳،ص۲
قرآنی حلقوں کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے	ج۱ش۴،ص۲،۳

مقالات (اشاریہ بلحاظ مضامین)

(الف)

آزادیٔ نسواں کا مغربی تصور / مریم ناز — ج۲،ش۸،ص۷۸تا۸۵

آسمان کے برجوں کا بیان اور رجم شیاطین کی تحقیق / سرسید احمد خان — ج۲،ش۱،ص۷۳تا۷۸

آیات عجائب کے چند تفسیری پہلو / ڈاکٹر محفوظ احمد — ج۳،ش۱۱،ص۵۷تا۷۹

احکام شرعیہ کی تعداد، تعریفات اور مثالیں / علامہ غلام رسول سعیدی — ج۱،ش۴،ص۱۲تا۳۰

اردو ترجمہ حاشیہ "تیسیر القرآن" / لیفٹنٹ کرنل محمد اعظم — ج۱،ش۱،ص۱۱۲تا۱۱۸

اسلام اور دہشت گردی عصر حاضر کے تناظر میں / شاکر حسین خان — ج۱،ش۴،ص۹۳تا۱۰۳

اسلام اینڈ کرنٹ اکنامک ایشوز / ریاض الرحمن — ج۳،ش۱۱،ص۱۲۰تا۱۲۸

اسلامی قانون کے ارتقاء میں اجتہاد کا کردار / ڈاکٹر رشید جالندھری — ج۲،ش۸،ص۱۹تا۳۳

اسلام کا تاسیسی اصول "تدریج" اور ملت کی حیات نو / عارف خان ساقی — ج۲،ش۲،ص۲۱تا۴۷

اسلام کی عالمگیری اور تصور جہاد / ڈاکٹر شکیل اوج — ج۱،ش۱،ص۳تا۱۸

اسلامی نظام خلافت کے امتیازات / محمد اعظم سعیدی — ج۱،ش۱،ص۱۹تا۳۰

اصول ترجمہ و تفسیر / مولانا ابوالکلام آزاد — ج۲،ش۹،ص۲۳تا۳۱

اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی / ڈاکٹر محمد مظہر بقاء — ج۱،ش۱،ص۵۲تا۹۲

اعجاز قرآن / محمد سہیل شفیق — ج۱،ش۱،ص۱۲۱تا۱۲۸

الامی کے معنی کی تحقیق اور اس کے اطلاقات / ڈاکٹر شکیل اوج — ج۱،ش۴،ص۴۷تا۸۳

الرسول النبی الامی / سید اختر عالم — ج۳،ش۹،ص۶۹تا۸۳

الرسول النبی الامی کا معنی مرادی / عارف خان ساقی — ج۱،ش۴،ص۴۷تا۷۱

ان شاء اللہ / سرسید احمد خان — ج۳،ش۱۰،ص۵۹تا۹۱

انعامی بانڈز کا شرعی حکم / علامہ غلام رسول سعیدی — ج۱،ش۱،ص۶۳تا۷۸

اہل ہند پر صابئین کا اطلاق / اعظم سعیدی — ج۳،ش۱۰،ص۲۹تا۳۶

ایچ آئی وی ایڈز اور ہماری نوجوان نسل / ڈاکٹر تاج محمد — ج۲،ش۱،ص۱۰۸تا۱۱۷

ایڈز۔ قرآن کریم کی روشنی میں / ڈاکٹر شکیل اوج — ج۲،ش۳،ص۳تا۱۰

ایڈز۔ عظیم انسانی المیہ / عارف خان ساقی — ج۲،ش۹،ص۷۹تا۱۰۰

(ب)

بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے آیات وعلامات الٰہیہ / محمد اعظم سعیدی — ج۳،ش۹،ص۸۸تا۹۱

بیمار قوم اور اس کا علاج / سید محمد ہاشم فاضل شمسی — ج۱،ش۴،ص۳۱تا۳۴

(ت)

تحویل قبلہ / محمد اعظم سعیدی — ج۲،ش۸،ص۹۳تا۱۰۷

تصوف۔ تلاش حسن کی ہمہ گیر تحریک / ڈاکٹر شکیل اوج — ج۲،ش۴،ص۲۹تا۴۰

تصوف کی رو سے فقیر اور فقیری کا مفہوم / لیفٹنٹ کرنل محمد اعظم — ج۱،ش۴،ص۱۰۶تا۱۱۲

تعدد ازدواج کے قرآنی دلائل / ڈاکٹر شکیل اوج — ج۲،ش۴،ص۳۳تا۴۱

تعلیمات نبوی ﷺ اور اصلاح معیشت / مریم ناز — ج۲،ش۴،ص۸۰تا۹۳

تعلیم کا مسئلہ اور اس کا حل / ڈاکٹر برہان الدین فاروقی — ج۱،ش۴،ص۵۰تا۷۴

تفسیر اور اس کے ماخذ کے مطلوبات کے معانی
میں باہمی اشتراکات / محمد صادق — ج۱،ش۴،ص۳۰تا۴۸

تقویمات اور قدرتی مظاہر / شاہد قریشی — ج۲،ش۱،ص۱۰۱تا۱۰۷

تلک الغرانیق العلیٰ کی تحقیق / علامہ غلام رسول سعیدی — ج۳،ش۹،ص۳۵تا۴۸

(ج)

جاہلیت کی حقیقت، عہد جاہلی کے ادبی آثار کی روشنی میں / عارف خان ساقی — ج۳،ش۱۲،ص۳۱تا۶۵

جدید مسائل اور مقاصد شریعت / ڈاکٹر تاج محمد — ج۲،ش۴،ص۳۸تا۴۲

(چ)

چار گانہ شعری ادبیت سے قرآن مجید پاک ہے / محمد اعظم سعیدی — ج۱،ش۴،ص۱۵تا۲۳

(ح)

حج اکبر کا معنی ومفہوم / ڈاکٹر شکیل اوج — ج۲،ش۳،ص۸۲تا۸۷

حدود آرڈیننس۔ حد قذف / ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی	ج ۲ ش ۳ ص ۳۲ تا ۹۰
حدود قوانین / جسٹس ایس اے ربانی	ج ۳ ش ۹ ص ۲۰ تا ۴۳
حرمت ربا کی علت / شیخ محمود احمد	ج ۳ ش ۱۰ ص ۴۷ تا ۵۵
حساب تقویم کی رو سے سن ہجری کے دن اور تاریخ کا تعین / عبد الرشید نعمانی	ج ۱ ش ۲ ص ۶۳ تا ۸۳
حضور ﷺ پر جادو کیے جانے کی حقیقت / امین احسن اصلاحی	ج ۲ ش ۸ ص ۳۵ تا ۴۷
حق حضانت۔ ایک قانونی و معاشرتی مسئلہ / ڈاکٹر شکیل اوج	ج ۱ ش ۲ ص ۵ تا ۱۳
حقیقت ربا اور اس کی اخلاقی نوعیت /	ج ۳ ش ۱۱ ص ۶ تا ۳۳
حکومت اسلامی قرآن و سنت کی روشنی میں / پروفیسر غلام مہدی	ج ۲ ش ۸ ص ۸۶ تا ۹۲
حیات بعد الممات۔ قدرت الٰہیہ کی ظاہری علامات / محمد اعظم سعیدی	ج ۲ ش ۳ ص ۹۲ تا ۱۰۰

(خ)

خدا اور رسول سے متعلق سرسید کے عقائد / سر سید احمد خان	ج ۲ ش ۸ ص ۱۰۸ تا ۱۰۹
خلع اور فسخ نکاح میں عدالت کا کردار / ڈاکٹر شکیل اوج	ج ۳ ش ۱۱ ص ۵ تا ۱۳
خواتین کی معاشی و سیاسی مصروفیات کے مختصر پہلو / مریم ناز	ج ۳ ش ۹ ص ۹۴ تا ۱۱۳
خودکشی کا افسوسناک پہلو / پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن	ج ۱ ش ۳ ص ۱۱۲ تا ۱۱۸

(د)

دعوت فکر و نظر / جسٹس ایس اے ربانی	ج ۳ ش ۱۰ ص ۱۰۸ تا ۱۱۳
دین میں تنگی نہ ہونے کی متعدد تفاسیر / علامہ غلام رسول سعیدی	ج ۱ ش ۳ ص ۲۸ تا ۳۵

(ر)

ربا کی حقیقت اور اس کے اطلاقات / علامہ غلام رسول سعیدی	ج ۲ ش ۸ ص ۳۲ تا ۴۳
روح اجتماع اور جذبہ تعاون / شاہ محمد جعفر ندوی پھلواری	ج ۱ ش ۴ ص ۹۹ تا ۱۰۹

(ز)

زوج اور سوت۔ دو متقابل اصطلاحیں / ڈاکٹر شکیل اوج	ج ۲ ش ۸ ص ۱۱ تا ۱۸

(س)

سیدنا داؤد علیہ السلام کی سرگزشت / عبد الکریم اثری	ج ۳ ش ۱۲ ص ۶۶ تا ۸۶
سیدنا نوح علیہ السلام کی مختصر سرگزشت / عبد الکریم اثری	ج ۳ ش ۱۱ ص ۹۹ تا ۱۱۴
سیدنا یونس علیہ السلام کی مختصر سرگزشت / عبد الکریم اثری	ج ۳ ش ۱۰ ص ۸۸ تا ۱۰۷
سیرت طیبہ کی روشنی میں ایک روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرے کی تشکیل و ضرورت / ڈاکٹر شکیل اوج	ج ۱ ش ۲ ص ۳ تا ۱۹

(ش)

شلوار اور پتلون کے پائنچوں کا شرعی حکم۔ ایک تحقیق / عارف خان ساقی	ج ۱ ش ۴ ص ۷۵ تا ۹۸
	ج ۱ ش ۳ ص ۸۲ تا ۱۰۵

(ع)

عذاب الٰہی اور فطری حوادث کے مابین فرق و امتیاز / ڈاکٹر شکیل اوج	ج ۲ ش ۱ ص ۳ تا ۳۲
عربی زبان کا فلسفہ لغت / ابو الجلال ندوی	ج ۱ ش ۱ ص ۳۲ تا ۵۱
علامہ خازن اور ان کی تفسیر۔ ایک تعارف / مفتی محمد اسماعیل نورانی	ج ۳ ش ۱۲ ص ۳۱ تا ۴۵
علامہ سعیدی اور تبیان القرآن / ڈاکٹر شکیل اوج	ج ۲ ش ۴ ص ۱۰۲ تا ۱۰۵
علماء کا طرز استدلال / ڈاکٹر منظور احمد	ج ۳ ش ۱۲ ص ۱۵ تا ۳۰
علم نجوم کے اصول و مبادی / علامہ غلام رسول سعیدی	ج ۳ ش ۱۰ ص ۶۴ تا ۷۶
عورتوں کا کھلے چہروں کے ساتھ بیرون خانہ زندگی میں کردار / ڈاکٹر شکیل اوج	ج ۲ ش ۹ ص ۳ تا ۱۹
عورتوں کے مسائل اور ان کا حل / ڈاکٹر شکیل اوج	ج ۲ ش ۴ ص ۱۱ تا ۳۴
عہد جاہلیت میں عرب کا سیاسی نظام / فرخ سہیل	ج ۱ ش ۱ ص ۷۹ تا ۹۳
عید کا تاریخی پس منظر، عظمت اور فلسفہ / پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن	ج ۱ ش ۴ ص ۲۴ تا ۳۰

(غ)

غیر حنفی مذہب پر فتویٰ دینے کی تحقیق / علامہ غلام رسول سعیدی	ج ۳ ش ۱۱ ص ۲۰ تا ۳۱